بین الاقوامی تجارت کے فروغ میں عربوں کا کردار

The role of the Arabs in the promotion of international trade

Dr. Muhammad Afzal
Assistant Professor, Minhaj University, Lahore, Pakistan:
afzalqadri@gmail.com

Usman Ilyas
M.Phil. Scholar, Minhaj University, Lahore, Pakistan:
ilyasusman31@gmail.com

Abstract:
Arabs have been active in promoting international trade since ancient times. They were carrying out trade between East and West since about two thousand years before Christ. The Prophet of Islam himself traveled to Syria, Yemen and Bahrain for commercial purposes before the Prophethood. In order to stabilize world trade, Abd al-Manaf made trade agreements with Caesar Rome, Kasira Iran, Najashi Abyssinia and the state of Yemen. Quraysh trade caravans used to go to both Syria and Yemen, especially twice a year. Arab coins found in different islands of Europe are proof that Arab traders used to go to European countries for trade. Geographically, the Arabian Peninsula became an international market for merchants from the East and West. Pilgrims used to play a key role in promoting trade links with different regions of the world. Arab trade caravans used to go to Yemen, Gaza, Bethlehem, Damascus, Abyssinia and Egypt. To the east, the Arabs had trade relations with India, Iran, China, Sri Lanka, Indonesia and Malaysia.

Keywords: *Promoting International Trade, Trade Agreements, Arab Traders, International Market, Trade Caravans.*

اگر ہم عالمی تجارت کو تاریخی تناظر میں دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ خطۂ عرب کے تاجر تقریباً دو ہزار سال قبل مسیح سے برابر مشرقی اور مغربی ممالک کے درمیان تجارتی امور سر انجام دیتے چلے آرہے ہیں۔[1] بعثتِ نبوی کے بعد عرب تاجر دوسری صدی ہجری میں چین پہنچ گئے تھے۔ پروفیسر ٹی ڈبلیو آرنلڈ (Prof. T W Arnold, 1864-1930) کے مطابق مسلمان 141ھ(758ء) میں چین میں موجود تھے۔[2] افریقہ کے سواحل اور ملک کے اندرونی حصوں میں بھی عربوں کی آمدورفت مسلسل رہتی تھی۔[3] یورپ کے مختلف جزائر سے ملنے والے عرب سکّے اس امر کی شہادت ہیں کہ عرب تاجر یورپی ممالک میں بھی تجارت کے لیے جاتے تھے۔[4] مسلمانوں کا دور دراز کے تجارتی اسفار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کریم نے چل پھر کر اور سفر کرکے رزق تلاش کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

---

(1) تارا چند، ڈاکٹر، تمدن ہند پر اسلامی اثرات، (مترجم: مسعود احمد)لاہور، پاکستان: مجلس ترقی ادب، 1964ء، ص:52۔

(2) آرنلڈ، ٹی ڈبلیو، پروفیسر (1864ء-1930ء)، دعوت اسلام، ترجمہ: ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ، لاہور، پاکستان: محکمہ اوقاف پنجاب، 1972ء، ص:363-364۔

(3) گستاؤلی بان، ڈاکٹر(Civilisation des Arabes) (ترجمہ: تمدن عرب از سید علی بلگرامی)، لاہور، پاکستان: مقبول اکیڈمی، 1960ء، ص:591۔

(4) برق، غلام جیلانی، ڈاکٹر، یورپ پر اسلام کے احسان، لاہور، پاکستان: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1964ء، ص: 133۔

هُوَ ٱلَّذِي جَعَلَ لَكُمُ ٱلۡأَرۡضَ ذَلُولٗا فَٱمۡشُواْ فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُواْ مِن رِّزۡقِهِۦۖ وَإِلَيۡهِ ٱلنُّشُورُ(5)

"وُہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو نرم و مسخر کر دیا، سو تم اس کے راستوں میں چلو پھرو، اور اُس کے (دیے ہوئے) رِزق میں سے کھاؤ، اور اُسی کی طرف (مرنے کے بعد) اُٹھ کر جانا ہے"

اسی طرح دوسرے مقام پر تجارتی مقاصد کے لیے دور دراز کے سفر کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَٱنتَشِرُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَٱبۡتَغُواْ مِن فَضۡلِ ٱللَّهِ. (6)

"زمین میں منتشر ہوجاؤ اور (پھر) اللہ کا فضل (یعنی رزق) تلاش کرنے لگو"

ان آیاتِ مقدسہ میں کسبِ معاش کے لیے معاشی جدوجہد اور دور دراز کے اسفار کی ترغیب دی گئی ہے۔ تجارتی مساعی ہی کسی قوم کے معاشی استحکام کا سبب ہوتی ہے۔ تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ تجارتی مقاصد کے لیے نہ صرف عام لوگوں بلکہ انبیاء علیہم السلام جیسی مقدس ہستیوں نے بھی سفر کیے ہیں۔

---

(5) الملک، 67: 15۔

(6) الجمعۃ، 62: 10۔

شہر مکہ کی تجارتی تاریخ

جزیرہ نمائے عرب(Arabian Peninsula) کے تین شہر مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور طائف تجارتی اور زراعتی سرگرمیوں کے مرکز تھے۔ تجارت عرب کا قدیم پیشہ تھا، خصوصاً قریش ایک تاجر قبیلہ تھا۔ یہ لوگ تجارت کے مقابلے میں زراعت اور کاشتکاری کو ایک حقیر پیشہ شمار کرتے تھے۔ ان مقامات کے علاوہ دیگر علاقے صحرائی ہونے کی وجہ سے قابل ذکر تجارتی سرگرمیوں سے خالی تھے۔ مکہ اور گرد و نواح کے عربوں کے مشترکہ تجارتی قافلے بہت بڑے ہوتے تھے۔ ان قافلوں کے حجم اور مالیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابوسفیان کا وہ قافلہ جو بدر سے قبل شام کی طرف گیا اور واپسی پر غزوہ بدر کا سبب بنا، دو ہزار بار بردار اونٹوں پر مشتمل تھا۔ اس سے بہ آسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اِن کی درآمد و برآمد(import & export)لاکھوں دینار سالانہ کے حساب سے تھیں۔

علامہ عبد الرحمٰن کیلانی (1923ء- 1995ء) عربوں کی تجارتی تاریخ اور راستوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ”یہ تجارتی قافلے صرف قریش مکہ تک ہی محدود نہ تھے۔ یمنی تاجر مکہ اور مدینہ کے راستے شام تک جاتے تھے۔ مدینہ کے یہودی جو ایک سرمایہ دار قوم تھی، شام سے گندم اور تیزاب درآمد کرتے تھے۔ علاوہ ازیں غیر ملکی تاجروں کی آمد و رفت بھی ہوتی رہتی تھی۔ ملک میں کئی جگہ بازار اور منڈیاں لگتیں جہاں لوگ خرید و فروخت کے لیے جمع ہوتے تھے۔ سوداگروں کے قافلے ایران اور عراق سے تجارتی سامان لے کر آتے اور یہاں کی اشیاء اپنے ممالک لے جاتے۔ اس طرح یمن سے بحر ہند

کے راستے سے ہندوستان سے، عراق کے راستے سے مشرقی ممالک سے اور شام و مصر کے راستے سے افریقہ سے تجارت ہوتی تھی۔ گویا عرب مشرق و مغرب میں بین الاقوامی منڈی بن گیا تھا جس میں شہر مکہ کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔"(7)

ڈاکٹر محمد حمید اللہ (1908ء- 2002ء) ریاست مکہ کی تجارتی، تاریخی اور جغرافیائی حیثیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جغرافیائی نقطہ نگاہ سے مکہ ایک اہم مقام تھا کہ عرب کے شمال اور جنوب کے لوگ جب تجارت کے لیے جاتے تھے تو انہیں مکہ سے گزرنا پڑتا تھا۔ کہتے ہیں کہ یورپ کی تجارت ہندوستان سے مکہ کے راستے ہوا کرتی تھی۔ اس سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ مکہ کی جغرافیائی اہمیت کیا تھی۔ اس زمانے میں تجارتی قافلوں اور کاروانوں کے لیے ضروری تھا کہ وہ غذا، پانی اور ٹھہرنے کی جگہ کا بندوبست کریں۔ مکہ میں جو زمزم کا چشمہ یا کنواں تھا وہ ایسی چیز تھی کہ اسے کسی طرح نظرانداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لہٰذا تمام قافلے وہاں سے گزرا کرتے تھے۔"(8)

---

(7) کیلانی، عبد الرحمٰن (1923ء- 1995ء)، احکام تجارت اور لین دین کے مسائل، لاہور، پاکستان: مکتبۃ السلام، ۲۰۰۲ء، ص: 92۔

(8) حمید اللہ، ڈاکٹر (1908-2001ء)، خطبات بہاولپور، اسلام آباد، پاکستان: ادارہ تحقیقات اسلامی، 1992ء، ص: 288۔

شہر مکہ ایک بین الاقوامی تجارتی مرکز

خطۂ عرب کے بیشتر لوگوں کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ اگرچہ جزیرۂ نمائے عرب میں کچھ کاشتکاری اور صنعت و حرفت وغیرہ بھی ہوتی تھی مگر وہاں کے طبعی حالات نے لوگوں کو تجارت کی طرف پھیر دیا تھا۔ حجاز کے بعض حصے مثلاً مدینہ اور طائف وغیرہ اپنی زرخیزی کے باعث کاشتکاری کے لئے مشہور تھے مگر مکہ مکرمہ زراعت کے لیے موزوں نہ تھا لہذا وہاں کی اکثریت تجارت پیشہ تھی۔ مورخ بلاذری (279ھ / 892ء) شہر مکہ کو بین الاقوامی تجارتی مرکز قرار دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

> ”دنیا کے مختلف خطوں سے حجاج اور تجار اپنا تجارتی سامان مکہ لاکر فروخت کرتے اور یہاں سے تجارتی سامان خرید کر دنیا کے مختلف حصوں میں لے جاتے۔ اس طرح اس با برکت شہر کو زمانہ قدیم ہی سے ایک تجارتی مرکز بلکہ ایک بین الاقوامی تجارتی منڈی کا درجہ حاصل تھا۔ علاوہ ازیں طائف میں تجارت پیشہ یہودیوں کی جماعت رہتی تھی۔ یہ لوگ یمن اور یثرب (مدینہ منورہ) سے نکالے گئے تھے۔“(9)

ڈاکٹر محمود احمد غازی شہرمکہ میں قریش کی تجارتی سرگرمیوں کی بابت لکھتے ہیں:

---

(9) بلاذری، ابو الحسن احمد بن یحییٰ بن جابر (279ھ / 892ء) فتوح البلدان، سید ابو الخیر مودودی (مترجم)، کراچی، پاکستان: نفیس اکیڈمی، 1970ء، ص: 56۔

"جب ہم قریش کی تجارتی سرگرمیوں کی بات کرتے ہیں تو ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ قبیلہ قریش مکہ مکرمہ اور اس کے قرب و جوار میں آباد تھا۔ان کی تجارتی سرگرمیوں کا دائرہ مکہ مکرمہ سے باہر بھی پھیلا ہوا تھا۔مکہ کے تاجروں کا کاروبار عموماً کپڑا، عطر، چمڑا، سونا چاندی، ریشم، ہتھیار اور بعض زرعی صنعتوں پر مشتمل تھا۔"(10)

مکی تاجروں کا اقوام عالم میں احترام

عالمی برادری میں مکی تاجروں کو تولیتِ کعبہ کی وجہ سے عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ڈاکٹر نور محمد غفاری مکہ کے تاجروں کے اس اعزاز کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ بیت اللہ کی تولیت کے مختلف مناصب ہی کی برکت تھی کہ قریش کے تجارتی قوافل بلا روک ٹوک اور بلا خوف و خطر آس پاس کے ممالک میں دن رات سفر کرتے پھرتے۔ اقوامِ عالم ان کے تجارتی قافلوں کو وقعت و عزت کی نگاہ سے دیکھتیں۔انہیں تمام سہولتیں فراہم کرنا اعزاز و افتخار خیال کرتیں جبکہ دیگر اقوام عالم کے قافلے کہیں مامون و محفوظ نہ تھے۔"(11)

---

(10) غازی، محمود احمد، ڈاکٹر (۱۹۵۰ء- ۲۰۱۰ء) محاضرات معیشت و تجارت، لاہور، پاکستان: الفیصل ناشران و تاجران کتب، ۲۰۱۰ء، ص: 76۔

(11) ایضاً، ص: 94۔

قرآن مجید نے بھی اس احسان کا بیان خاص طریقہ پر کیا ہے۔اللہ کریم نے حضور نبی کریم ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے کفار تاجروں کے بارے میں دو بار ارشاد فرمایا:

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فِي ٱلۡبِلَٰدِ[12]

"(اے اللہ کے بندے!) کافروں کا شہروں میں (عیش و عشرت کے ساتھ) گھومنا پھرنا تجھے کسی دھوکہ میں نہ ڈال دےo"

دوسرے مقام پر فرمایا:

مَا يُجَٰدِلُ فِيٓ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ إِلَّا ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فَلَا يَغۡرُرۡكَ تَقَلُّبُهُمۡ فِي ٱلۡبِلَٰدِ[13]

"اللہ کی آیتوں میں کوئی جھگڑا نہیں کرتا سوائے اُن لوگوں کے جنہوں نے کفر کیا، سو اُن کا شہروں میں (آزادی سے) گھومنا پھرنا تمہیں مغالطہ میں نہ ڈال دےo"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بین الاقوامی سطح پر تجارت کو فروغ دیا۔ ان کی اس کارپوریٹ تجارت کے نتیجے میں بڑے وسیع پیمانے پر مسلمان تاجر دنیا کے ہر خطے میں پھیل گئے۔ جن کبار صحابہ کی تجارت عالمی سطح پر فروغ پذیر تھی ان میں سیدنا زبیر بن عوام، سیدنا عبد الرحمن بن عوف اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

([12]) آل عمران، 3: 196۔

([13]) المؤمن، 40: 4۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے عالمی تجارتی اَسفار

کوئی بھی تجارت اس وقت تک نفع بخش اور سود مند نہیں ہوتی جب تک خطرہ مول لے کر اس کے لیے دور دراز کے سفر نہ کیے جائیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے بعثت سے قبل تجارتی مقاصد کے لیے متعدد بیرونی اسفار فرمائے۔ آپ ﷺ نے اپنے مکرم چچا ابو طالب کی رفاقت میں شام و فلسطین کی طرف جو سفر کیے اس سے آپ کو تجارتی اصول و ضوابط سیکھنے میں بڑی مدد ملی۔ اس کے بعد آپ نے اپنی آزادانہ تجارت شروع فرمادی جو تزویجِ حضرت خدیجہ تک جاری رہی[14]۔ آپ ﷺ کے تجارتی اسفار کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

1۔ ملکِ شام کا تجارتی سفر

آپ ﷺ نے ملک شام کی طرف دوبار سفر کیا۔ پہلا سفر اپنے چچا ابو طالب کی سنگت میں 12 سال کی عمر میں کیا۔ اگرچہ یہ ایک تجارتی سفر تھا مگر آپ ﷺ اس میں بحیثیت تاجر نہیں، بلکہ اپنے چچا کی معیت میں تجارتی تجربات حاصل کرنے کے لیے شریک ہوئے۔ ملکِ شام کا دوسرا سفر باقاعدہ ایک تجارتی سفر تھا جس میں آپ ﷺ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مالِ تجارت لے کر گئے۔ اس دوسرے سفر میں آپ ﷺ ملکِ شام کی مشہور منڈی

([14]) اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، پاکستان: پنجاب یونیورسٹی پریس، 1986ء، ج:19، ص: 24۔

بصری[15] میں سامان تجارت لے کر گئے۔ امام ابن اسحاق حضور نبی اکرم ﷺ کے سفر شام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَكَانَتْ قُرَيْشٌ قَوْمًا تُجّارًا؛ فَلَمّا بَلَغَهَا عَنْ رَسُولِ اللّهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ مَا بَلَغَهَا، مِنْ صَدْقِ حَدِيثِهِ وَعِظَمِ أَمَانَتِهِ وَكَرَمِ أَخْلَاقِهِ بَعَثَتْ إلَيْهِ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ أَنْ يَخْرُجَ فِي مَالٍ لَهَا إلَى الشّامِ.[16]

"قریش ایک تاجر قوم تھی۔ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو حضور نبی اکرم ﷺ کے صدقِ مقال، امانت و دیانت اور مکارمِ اخلاق کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ ان کا مال لے کر ملکِ شام میں تجارت کی غرض سے جائیں۔"

علامہ برہان الدین حلبی (۱۰۴۴ھ) سفر شام کا ذکر کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں:

وَفِي السَّفَرَةِ الثَّانِيَةِ أَرْسَلَتْهُ مَعَ عَبْدِهَا مَيْسَرَةَ إِلَى الشَّامِ.[17]

---

(15) بصریٰ بیت المقدس کے شمال میں دمشق کے قریب ایک مقام ہے جہاں بحیرا راہب نے اپنے صومعے (خانقاہ) میں اس چھوٹے سے تجارتی کارواں کی ضیافت کی تھی۔

(16) ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک ہشام الحمیری (213ھ/828ء)، السیرۃ النبویہ، بیروت، لبنان: دارابن کثیر، 1423ھ/2003ء، ج: ۱، ص: 187۔

(17) حلبی، علی بن برہان الدین، السیرۃ الحلبیۃ ، دار المعرفہ، بیروت، لبنان، 1400ھ، ج: ۱ ، ص: 221۔

"دوسرے تجارتی سفر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے غلام میسرہ کے ساتھ شام بھیجا۔"

سید سلیمان ندوی (1884ء- 1953ء) حضور نبی اکرم ﷺ کے سفر شام کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ بھی نبوت سے پہلے تجارت کرتے تھے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال لے کر کئی دفعہ بُصریٰ تشریف لے گئے جو شام کی سرحد پر واقع ہے۔"(18)

ڈاکٹر محمد حمید اللہ حضور نبی کریم ﷺ کے شام کے تجارتی اسفار کے بارے میں لکھتے ہیں:

"بارہ سال کی عمر میں آپ ﷺ اپنے چچا کے ساتھ ایک کاروان کی معیت میں بصریٰ (شام) تک گئے جو شمالی فلسطین میں ہے۔ پھر پچیس سال کی عمر میں خود بھی مال تجارت لے کر وہاں گئے۔"(19)

---

(18) ندوی، سید سلیمان (1884ء۔1953ء) تاریخ ارض القرآن، لاہور، پاکستان: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2000ء، ج: 2، ص: 124۔

(19) حمید اللہ، ڈاکٹر (1908۔2001ء)، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، کراچی، پاکستان: دار الاشاعت، 1987ء، ص: 194۔

2۔ملک یمن کا تجارتی سفر

حضور نبی اکرم ﷺ کے تجارتی اسفار میں یمن کا ذکر بھی ملتا ہے۔ڈاکٹر محمد حمید اللہ حضور نبی کریم ﷺ کے یمن کی طرف تجارتی سفر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بعض حوالوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کم از کم دو مرتبہ یمن بھی تشریف لے گئے تھے۔[20] امام علی بن برھان الدین الحلبی(1404ھ)سفر یمن کا ذکر کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں:

السَّفَرَةُ الْأُوْلَى أَرْسَلَتْهُ مَعَ عَبْدِهَا مَيْسَرَةَ إِلَى سُوْقِ حُبَاشَةَ أَي وَهُوَ مَكَانٌ بِأَرْضِ الْيَمَنِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَكَّةَ سِتُّ لَيَالٍ كَانُوْا يَبْتَاعُوْنَ فِيْهِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ أَوَّلِ رَجَبٍ فِي كُلِّ عَامٍ فَابْتَاعَا مِنْهُ بَزًّا وَرَجَعَا إِلَى مَكَّةَ فَرَبِحَا رِبْحًا حَسَنًا. [21]

''حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پہلے تجارتی سفر میں آپ ﷺ کو اپنے غلام میسرہ کے ساتھ 'حُباشہ' –جو کہ یمن کا ایک علاقہ ہے– کی طرف بھیجا۔مکہ اور اس مقام کے درمیان سات راتوں کا سفر ہے۔وہ وہاں ہر سال یکم رجب سے تین دن تک تجارت کرتے۔وہاں سے اعلی قسم کا کپڑا خریدتے تھے اور مکہ واپس آکر فروخت کرتے تھے اور خوب نفع حاصل کرتے تھے''

امام حاکم(۳۲۱-۴۰۵ھ) نے سفر جُرش[22] کی تصدیق کرتے ہوئے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

([20]) ایضاً۔

([21]) حلبی، علی بن برهان الدین، السیرة الحلبیة، ج: ۱، ص: 221۔

اِسْتَأْجَرَتْ خَدِيْجَة رضی الله عنها رَسُوْلَ اللهِ سَفْرَتَيْنِ إِلَى جُرَشٍ. (23)

" حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی اکرم ﷺ کو دو دفعہ سامان تجارت دے کر جُرش کی طرف بھیجا"

علامہ شبلی نعمانی (1857ء- 1914ء) جُرَش کی طرف آپ ﷺ کے سفر تجارت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جہاں جہاں آپ کو تجارت کی غرض سے بھیجا تھا اُن میں جُرَش بھی ہے، جو یمن میں ہے"(24)

سید سلیمان ندوی (1884ء- 1953ء) 'تاریخ ارض القرآن' میں آپ ﷺ کے سفر یمن کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"محدثین نے تصریح کی ہے کہ آپ ﷺ یمن کے بازار جُرش میں بھی دوبار تشریف لے گئے۔"(25)

---

(22) جُرش یمن سے آنے والی حاجی روڈ پر واقع ہے۔ یہ علاقہ چمڑے اور جنگی صنعتوں کے لئے مشہور تھا۔ جرش عہدِ نبوی میں بھی ایک اہم تجارتی مرکز کے طور پر مشہور تھا، جرش کے لوگوں نے پیغمبر اسلام کے دور میں اسلام قبول کیا تھا۔

(23) حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱-۴۰۵ھ/۹۳۳-۱۰۱۴ء)، المستدرک علی الصحیحین، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ، /۱۹۹۰ء، ج: 3، ص: 200، رقم: 4834۔

(24) شبلی نعمانی، علامہ، سیرۃ النبی، لاہور، پاکستان: مکتبہ مدنیہ، 1408ھ، ج: ۱، ص: 119۔

ان تمام روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نے حضور نبی اکرم ﷺ یمن کے بازارِ حبُاشہ اور بازارِ جُرش میں تجارتی مقاصد کے لئے متعدد مرتبہ تشریف لے گئے۔

3۔ بحرین کا تجارتی سفر

ڈاکٹر نور محمد غفاری حضور نبی اکرم ﷺ کے بحرین کے تجارتی سفر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آپ ﷺ تجارتی غرض سے بحرین بھی تشریف لے گئے مگر یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامان لے کر گئے یا اپنا سامان تجارت تھا۔ جب قبیلہ عبد القیس کے لوگ اسلام لانے کی غرض سے مدینہ منورہ آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان سے ان کے ملک کے بارے میں بڑے تفصیلی سوالات کیے۔ مثلاً فلاں سردار کیا ابھی تک زندہ ہے؟ فلاں مقام اب کس حال میں ہے؟ فلاں شخص کا کیا حال ہے؟ تو ان لوگوں نے تعجب سے دریافت کیا "یا رسول اللہ! آپ ﷺ تو ہمارے ملک کے بارے میں ہم سے زیادہ معلومات رکھتے ہیں؟"

(25) ندوی، سید سلیمان، تاریخ ارض القرآن، 2: 124۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں کافی عرصہ قبل تمہارے ملک میں رہ چکا ہوں یا اس کا سفر کر چکا ہوں۔[26]

امام احمد بن حنبل(164-241ھ) اس واقعہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وَسَأَلَهُ عَنْ بِلَادِهِ وَسَمَّى لَهُ قَرْيَةً قَرْيَةً الصَّفَا وَالْمُشَقَّرَ وَغَيْرَ ذَلِكَ مِنْ قُرَى هَجَرَ فَقَالَ بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ لَأَنْتَ أَعْلَمُ بِأَسْمَاءِ قُرَانَا مِنَّا فَقَالَ إِنِّي قَدْ وَطِئْتُ بِلَادَكُمْ.[27]

"آپ ﷺ نے ان سے ان کے شہر کے حالات پوچھے اور وادئ ہجر کے ایک ایک علاقہ مثلاً الصفا اور المُشَقَّر وغیرہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ، آپ پر ہمارے ماں باپ قربان، آپ ﷺ تو ہمارے ملک کا حال ہم سے زیادہ جانتے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہارے ملک کی خوب سیر کی ہے"

ڈاکٹر نور محمد غفاری مزید لکھتے ہیں:

---

(26) نور محمد غفاری، ڈاکٹر، نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، لاہور، پاکستان: مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ، ۱۹۸۸ء، ص: 84۔

(27) احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ بن محمد (164-241ھ)، المسند، بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، 1398ھ، ج: 3، ص: 432، رقم: 15597۔

''غالباً آپ ﷺ نکاح کے بعد حضرۃ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا سامان تجارت لیکر مشرقی عرب بھی گئے ہوں۔ غالباً اس لئے کہ آپ ﷺ بحرین جاکر 'دبا' کے بین الاقوامی تجارتی میلہ میں شرکت کرسکیں اور زیادہ نفع کماسکیں۔ گمان ہے کہ آپ نے وہیں چینی تاجروں سے ملاقات کی ہوگی اور ان کی ریشمی مصنوعات یا دیگر مصنوعات یا ان کے فن اور طرز کلام سے متاثر ہوکر اسے سیکھنے کے لئے اُمت کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:اطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّينِ[28] ''علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین جانا پڑے۔''[29]

سید سلیمان ندوی حضور نبی اکرم ﷺ کے گرد و نواح کے ممالک کے تجارتی اسفار کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ یمن اور شام کے علاوہ بحرین بھی تشریف لے گئے۔[30]

([28]) بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (384-458ھ)، المدخل إلی السنن الکبریٰ، الکویت: دار الخلفاء للکتاب الاسلامی، 1998ء، ج: 1، ص: 241۔

(اس حدیث کی استنادی حیثیت پر کلام کرتے ہوئے امام ابو بکر البیہقی(384۔458ھ) بیان کرتے ہیں: هَذَا حَدِيثٌ مَتْنُهُ مَشْهُورٌ وَأَسَانِيدُهُ ضَعِيفَةٌ لَا أَعْرِفُ لَهُ إِسْنَادًا يَثْبُتُ بِمِثْلِهِ الْحَدِيثُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.
(بیہقی، المدخل إلی السنن الکبریٰ، ج: 1، ص: 241۔)

([29]) نور محمد غفاری، ڈاکٹر، نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی: 84۔

([30]) ندوی، سید سلیمان، تاریخ ارض القرآن، 2: 124۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ حضور نبی کریم ﷺ کے بحرین اور عمان کے تجارتی سفروں کے بارے میں لکھتے ہیں:

"بعض حوالوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک مرتبہ بحرین اور عمان بھی تشریف لے گئے تھے۔"(31)

قریش مکہ کے بین الاقوامی تجارتی اسفار

قریش مکہ تجارتی مقاصد کے لیے سال میں دو دفعہ سفر کرتے تھے۔ سردیوں کے موسم میں یمن کا جب کہ گرمیوں میں شام کا سفر کرتے۔ سورہ قریش میں انہیں دو اسفار کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ یہ مکی دور کی ابتدائی سورتوں میں سے ایک ہے، جو اشراف مکہ اور مسلمانوں کا تصادم شروع ہونے سے کچھ ہی پہلے کی ہے۔ اللہ کریم نے بہ طور احسان اس میں ان تجارتی سفروں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لِإِيلَٰفِ قُرَيۡشٍO إِۦلَٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ ٱلشِّتَآءِ وَٱلصَّيۡفِO فَلۡيَعۡبُدُواْ رَبَّ هَٰذَا ٱلۡبَيۡتِO ٱلَّذِيٓ أَطۡعَمَهُم مِّن جُوعٖ وَءَامَنَهُم مِّنۡ خَوۡفِO (32)

---

(31) محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی: 194۔

(32) قریش،106: 1-4۔

”قریش کو رغبت دلانے کے سبب سےo انہیں سردیوں اور گرمیوں کے (تجارتی) سفر سے مانوس کر دیاo پس انہیں چاہیے کہ اس گھر (خانہ کعبہ) کے رب کی عبادت کریں (تاکہ اس کی شکر گزاری ہو)o جس نے انہیں بھوک (یعنی فقر و فاقہ کے حالات) میں کھانا دیا (یعنی رِزق فراہم کیا) اور (دشمنوں کے) خوف سے امن بخشا (یعنی محفوظ و مامون زندگی سے نوازا)o“

مورخین کے مطابق گرمی اور سردی کے ان دونوں تجارتی سفروں کا آغاز حضور نبی اکرم ﷺ کے پڑدادا ہاشم (464-497ء) نے کیا۔ڈاکٹر نور محمد غفاری ہاشم کے اس سالانہ تجارتی اسفار کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ہاشم ہر سال شام اور فلسطین کی طرف بہ غرض تجارت تشریف لے جاتے اور واپس مکہ مکرمہ تشریف لے آتے۔یوں اس طرح مستقل تجارتی سفروں کی بنیاد پڑگئی۔انہی تجارتی اسفار کی وجہ سے ہاشم اور خاندان قریش کو معاشی خوشحالی نصیب ہوگئی جس سے اُن کی اس دینی سیادت کو تقویت ملی جو انہیں خانہ کعبہ کے متولی ہونے کی وجہ سے حاصل تھی۔اس تجارتی خوشحالی سے ہر قریشی تاجر اپنے خاندان کے مساکین اور غرباء کی مدد کرنا بھی ضروری خیال کرتا تھا۔“(33)

(33) نور محمد غفاری، ڈاکٹر، نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی: 22۔

بین الاقوامی تجارت کے فروغ میں عربوں کا کردار

تاریخ نگار حسن ابراہیم حسن(1892ء۔1968ء) قریش کے ان بین الاقوامی تجارتی سفروں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قریش کعبہ کے متولی ہونے کی وجہ سے پوری دنیا میں احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کے تجارتی قافلے آس پاس کے ملکوں میں امن و احترام سے سفر کرتے تھے۔ یہ قافلے جزیرۃ العرب کے ایک سرے یمن سے دوسرے سرے غزہ، بیت المقدس اور دمشق تک جاتے تھے۔ بحر احمر پار کر کے حبشہ جاتے۔ جدہ کی بندرگاہ ان دنوں میں بھی حبشہ اور مکہ کے درمیان تجارتی واسطہ کا کام کرتی تھی۔ جدہ ہی سے بحرین کے شہر قطیف تک تجارتی سامان آتا جاتا تھا"۔[34]

شام اور یمن دونوں ملکوں کی طرف خاص طور پر سال میں دو مرتبہ قریش کے قافلے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ افریقی ممالک میں سے مصر اور سوڈان، ایشیائی ممالک میں سے ہندوستان، ایران اور روم تک تجارتی قافلے رواں دواں رہتے تھے۔ یہ تجارتی کاروان نہایت منظم ہوا کرتے تھے اور ان کا پیمانہ نہایت وسیع ہوتا تھا۔ عموماً ہر تجارتی کاروان کے ساتھ اس کی وسعت کے مطابق محافظ دستہ کی تعداد ایک سو تا تین سو تک ہوتی تھی۔ تاجر اور دلیل (Guide) ان کے علاوہ ہوتے تھے۔ مورخ طبری (224۔310ھ) سن 2 ہجری کے واقعات میں قریش کے قافلہ تجارت کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

([34]) حسن ابراہیم حسن، الدکتور (۱۸۹۲ء–۱۹۶۸ء)، تاریخ الإسلام السیاسی والدینی والثقافی والإجتماعی= مسلمانوں کی سیاسی تاریخ، مترجم: علیم الدین صدیقی، لاہور، پاکستان: مجلس ترقی ادب، ۱۹۵۹ء، ج: 2، ص: 61۔

وَفِيْهَا أُمَيَّة بْن خَلَفٍ وَمِائَة رَجُل مِنْ قُرَيْش، وَألفَان وَخَمْسَ مِائَة بَعِيْر. [35]

"(قریش کا وہ قافلہ جو غزوۂ بدر کا سبب بنا) اس میں امیہ بن خلف اور قریش کے سو آدمی تھے اور ڈھائی ہزار اونٹ تھے"۔

قریش مکہ کے دیگر ممالک سے تجارتی معاہدات

قریش کے ارباب بست و کشاد نے عالمی تجارت کو فروغ دینے کے لیے تمام ہمسایہ ممالک سے تجارتی معاہدات استوار کر رکھے تھے جنہیں معاہداتِ امن و سلامتی یعنی "معاہدات اِیلاف" کہا جاتا تھا۔ قریش مکہ کو "اصحاب ایلاف" کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ قریش میں ہاشم بن عبد مناف بن قصی وہ اوّلیں سردار تھے جس نے ہمسایہ ممالک سے تجارتی معاہدات کئے تھے۔ مؤرخ یعقوبی کے درج ذیل الفاظ خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

"ہاشم بن عبد مناف نے شام کا سفر کیا اور قیصر کے پاس مہمان ٹھہرے، قیصر نے ان سے گفتگو کی جو اسے بہت پسند آئی، لہٰذا قیصر انہیں اپنے پاس ملاقات کے لئے بلانے لگا۔ ہاشم نے اُس سے کہا۔ "اے بادشاہ! میری قوم کے لوگ تجارت پیشہ ہیں۔ آپ انہیں ایک ایسا شاہی فرمان جاری کردیں جو انہیں تجارتی امن عطا کردے تاکہ وہ حجاز کا چمڑا اور کپڑا برآمد کرسکیں۔ بادشاہ نے یہ درخواست قبول کرلی۔ ہاشم وہاں

([35]) طبری، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید(224-310ھ)، تاریخ الامم والملوک، ترجمہ: مہر محمد ابراہیم، کراچی، پاکستان: نفیس اکیڈمی، سن ندارد، ج: 2، ص: 407۔

سے روانہ ہوئے اور جس جس قوم یا قبیلہ کے پاس سے گزرتے گئے ان کے سرداروں سے بھی معاہدہ اِیلاف حاصل کیا"۔[36]

حجاز سے باہر تجارت کو فروغ دینے کے لیے قریش کے تین سردارں عبد شمس، مطلب اور نوفل نے نہایت حکمت و دانائی سے قیصر روم اور دیگر ہمسایہ ممالک سے امن معاہدات قائم کیے۔مورخ یعقوبی نقل کرتا ہے کہ:

"عبد شمس نے حبشہ کے نجاشی سے، مطلب نے یمنی سرداروں سے اور نوفل نے ایران کے کسریٰ سے معاہداتِ ایلاف حاصل کیے"۔[37]

طبقات ابن سعد میں ہے کہ قیصر روم نے ہی حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی طرف سفارشی مراسلہ بھیجا تھا جس کی وجہ سے قریش مکہ کو حبشہ میں بھی تجارتی امور کے لئے اجازت نامہ مل گیا۔[38] ان ممالک کے سربراہوں اور بادشاہوں سے تجارتی تعلق استوار

([36]) یعقوبی، احمد بن ابی یعقوب بن جعفر الکاتب العباسی(م۲۷۴ھ/۸۹۷ء)، کتاب البلدان، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، 1422ھ،ج: 1،ص: 201۔

([37]) ایضاً

([38]) ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد، الطبقات الکبریٰ، بیروت: دار بیروت للطباعہ و النشر، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء،ج: 1، ص: 45۔

کرنے کے لیے قریش نہ صرف انہیں قیمتی تحائف پیش کرتے بلکہ ان ممالک کے تاجر یا منصب دار جب کبھی مکہ مکرمہ آتے تو ان کی مہمان نوازی بھی کرتے۔

ہاشم کا قیصر روم سے تجارتی آزادی حاصل کرنے کے حوالے سے سید سلیمان ندوی (1884ء- 1953ء) تحریر کرتے ہیں:

"قریش کے خاندان میں جب قُصی اور ہاشم پیدا ہوئے تو انہوں نے قریش کے کاروانِ تجارت کو منظم کیا۔ اہل حبش یمن پر قابض ہو گئے تھے۔ شام بہت پہلے سے رومیوں کے ہاتھ میں تھا۔ ہاشم نے نجاشی اور قیصر سے فرمان حاصل کیے کہ قریش کو ان ملکوں میں بے روک ٹوک آمد و رفت کی اجازت رہے۔ سال کی دو فصلیں مقرر کیں، جاڑا اور گرمی۔ جاڑوں میں یمن اور گرمیوں میں شام، بلکہ ایشیائے کوچک[39] تک قریشی سوداگر جاتے تھے۔"[40]

ڈاکٹر محمد حمید اللہ (1908ء- 2002ء) ارد گرد کے ممالک سے قریش کے ان تجارتی معاہدات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

([39]) اسے ایشیائے کوچک (Asia minor) اور ایشائے صغری بھی کہتے ہیں۔ ایشیائے کوچک دراصل اناطولیہ نامی ایک جزیرہ نما کو کہا جاتا تھا۔

([40]) ندوی، سید سلیمان (1884ء- 1953ء)، تاریخ ارض القرآن، ج: 2، ص: 122۔

"مکے کی اس تجارتی حیثیت کو اور بھی مستحکم کرنے کے لیے آنحضرت ﷺ کے ایک جد امجد عبد مناف بن قصی نے ایک مرتبہ اپنے بیٹوں میں سے ایک کو قیصر کے پاس بھیجا، دوسرے کو کسریٰ کے پاس بھیجا، تیسرے کو نجاشی کے پاس اور چوتھے کو یمن کے حکمرانوں کے پاس بھیجا اور ان سے ایلاف یعنی معاہدہ یہ کیا کہ ہمیں اس بات کی اجازت ہو کہ ہم تجارتی قافلے تمہارے ملک میں لائیں۔ اپنا مال وہاں فروخت کریں اور تمہارے ملک کی پیداوار خرید کر اپنے ملک کو لے جائیں۔ اس تجارتی معاہدے کو ان حکمرانوں نے بھی پسند کیا اور قبول کر لیا۔"(41)

ان معاہدات کے بعد اب اہل مکہ ہر سال ''رحلة الشتّاء'' اور ''رحلة الصّیف'' کے نام سے سردیوں میں یمن اور گرمیوں میں شام و مصر وغیرہ علاقوں میں آنے جانے لگے تھے۔

اہل اَیلہ کا ریاست مدینہ سے تجارتی معاہدہ

غزوہ تبوک کے دنوں میں ایک فوجی دستہ اَیلہ(42) کے اہم تجارتی مرکز کی طرف حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے ایک پیغام لے کر گیا(43)۔ یہاں کے حاکم یُحَنَّه بن

(41) حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ص: 229۔

(42) اَیلہ: یہ ایک قدیم اسلامی شہر ہے جو جنوبی اردن کے شہر عقبہ کے موجودہ مقام پر قائم کیا گیا تھا۔ یہ پہلا اسلامی شہر تھا جو جزیرہ نما عرب کے باہر قائم ہوا تھا۔ اس کے کھنڈرات عقبہ شہر کے موجودہ مرکز کے شمال مغرب میں واقع ہیں۔

روبہ، جو کہ ایک پادری بھی تھا، نے سوچا کہ حضور نبی کریم ﷺ سے بالمشافہ معاملات طے کرے۔ لہذا ایک تحریری معاہدہ طے پایا[44] جس کے مطابق اہل اَیلہ نے ریاست مدینہ کی باجگزاری اور دیگر تمام ممالک سے آزادی اور بے تعلقی کا اعلان کیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ نقل کرتے ہیں کہ اس معاہدے کے مطابق یہ طے پایا کہ:

"بندرگاہِ ایلہ میں جو تجارتی جہاز یا کاروان آئیں، (خواہ وہ شامیوں ہی کے کیوں نہ ہوں، جن سے اسلامی مملکت اس وقت حالتِ حرب میں تھی) امن میں رہیں گے، اور اَیلہ والے اسلامی سرزمین میں آزادانہ تجارت کے لیے آ سکیں گے، نیز دیگر ممالک سے بھی تجارت کر سکیں گے۔ (خواہ وہ ممالک اسلامی مملکت سے برسر پیکار ہی کیوں نہ ہوں)۔"[45]

عرب و ہند کے درمیان تجارتی روابط

حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل بھی ہندوستان کے ساحلی علاقے عرب تاجروں کی معروف گزرگاہ تھے۔ جزیرہ نما عرب کے بحری تجارتی قافلوں کو سری لنکا، انڈونیشیا اور ملائشیا تک جانے کے لیے ہندوستان کے ساحلی علاقوں گوا، مالا بار اور کالی کٹ وغیرہ سے

([43]) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج: 1، ص: 28-29۔

([44]) ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج:2، ص: 525۔

([45]) محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص: 199۔

ہی گزرنا پڑتا تھا۔اس لیے عہد نبوی میں نہ تو ہندوستان عربوں کے لیے غیر معروف تھا اور نہ ہی حضور نبی اکرم ﷺ اس خطے سے نا واقف تھے۔برصغیر پاک و ہند کے لوگوں نے عربوں سے کب اور کس طرح تجارتی تعلقات اُستوار کرنا شروع کیے، اس حوالے سے محمد اسحاق بھٹی(1925-2015ء) لکھتے ہیں:

''زمانۂ قدیم میں ایران کو ایک مضبوط اور مستحکم طاقت کی حیثیت حاصل تھی اور عرب کے چند علاقوں پر اس کا قبضہ تھا۔دوسری طرف موجودہ سندھ اور بلوچستان کے علاقائی حکمران ایرانی حکومت کے زیر اثر تھے، جس کا نتیجہ یہ تھا کہ بہت سے ہندی باشندے ایران کی فوج میں شامل ہوگئے تھے اور اُنہوں نے عرب کے ان علاقوں میں سکونت اختیار کرلی تھی جو ایران کے اثر و اقتدار میں تھے۔ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو ہندوستان کی بعض مصنوعات عرب کے شہروں اور قصبوں میں لے جاتے اور فروخت کرتے تھے۔اس طرح دونوں خطوں یعنی برصغیر اور عرب کے درمیان روابط اور تجارت کی ایک ایسی صورت پیدا ہوگئی تھی جو آہستہ آہستہ بڑھتی اور ترقی کرتی گئی۔''(46)

ہندوستان کی عرب، فلسطین، مصر اور یورپ کے ساتھ تجارتی روابط کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ یونانیوں نے ہندوستانی تجارت سے فائدہ اٹھانے کے لیے بحر احمر(Red Sea) پر بندرگاہیں قائم کر رکھی

---

(46) محمد اسحاق بھٹی (1925ء-2015ء)، برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش، لاہور، پاکستان: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1994ء، ص: 15۔

تھیں۔ ہندوستان کے ساتھ فینقی(Phoenicians) قوم کے بھی خوشگوار تجارتی تعلقات تھے۔ ڈاکٹر تاراچند[47] عرب وہند کے تجارتی تعلقات کا تاریخی پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''عرب اور ہند کے تعلقات کا سراغ پچھلے زمانے میں 2000 ق م تک چل سکا ہے جب فنیقیوں کے تجارتی قافلے بحر عرب سے بحر ہند میں آتے تھے، پھر 1000 ق م میں یمن کی قوم سبا کے گہرے تعلقات جنوبی ہند کے شہروں سے پیدا ہوئے۔ سمندر کے آمنے سامنے کے خشکی کے ان دو کناروں کے درمیان آمد و رفت اور روابط کی بنیاد تجارت ہی تھی''(48)

شیخ محمد اکرام عرب اور ہند کے درمیان تجارتی روابط کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''عرب اور ہند و پاکستان کے تعلقات بہت پرانے ہیں۔ ان دونوں علاقوں بالخصوص سندھ اور جنوبی عرب کے سواحل اس قدر قریب ہیں کہ ان کے درمیان تجارتی تعلقات اور دوسرے روابط قائم ہو جانا ناگزیر تھا۔''(49)

---

(47) ڈاکٹر تاراچند 1988ء میں پیدا ہوئے۔ ہندوستان کے مشہور دانش ور اور ماہر تعلیم تھے۔ تاریخ اور سیاسیات کے عالم اور فارسی و اردو کا بہت اعلی ذوق رکھتے تھے۔ علم دوست اور متعدد کتابوں کے مصنف رہے۔ تصانیف میں ''ہندوستانی عوام کی مختصر تاریخ'' اور ''تمدن ہند پر اسلامی اثرات'' قابل ذکر ہیں۔

(48) تارا چند، ڈاکٹر، تمدن ہند پر اسلامی اثرات، (مترجم: مسعود احمد)لاہور، پاکستان: مجلس ترقی ادب، 1964ء، ص:52۔

(49) شیخ محمد اکرام (1908ء-1973ء)، آب کوثر، راولپنڈی، پاکستان: سروسز بک کلب، 2000ء، ص:19۔

بین الاقوامی تجارت کے فروغ میں عربوں کا کردار

عرب کے ساتھ ہند کے تعلقات کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ ایک ہندوستانی حکمران نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زنجبیل (سونٹھ) کا تحفہ بھیجا تھا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

أَهْدَى مَلِكُ الْهِنْدِ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ جُرَّةً فِيْهَا زَنْجَبِيْلٌ فَأَطْعَمَ أَصْحَابَهُ قِطْعَةً قِطْعَةً وَأَطْعَمَنِي مِنْهَا قِطْعَةً.(50)

"ہندوستان کے بادشاہ(51) نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زنجبیل (سونٹھ) کا ایک گھڑا تحفے کے طور پر بھیجا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کا ایک ایک ٹکڑا کھلایا، مجھے بھی اس کا ایک ٹکڑا کھلایا۔"

سندھ اور ہند کے مختلف علاقوں سے بہت سی چیزیں عرب میں جاتی اور فروخت ہوتی تھیں۔ اس دور میں عرب کی مشہور منڈیوں مثلاً اُبلہ (52)، ظَفار(53)، صُحار، عدن، جار(54)، دومۃ الجندل، عکاظ، یمن، صنعا، غمدان(55)، نجران(56) اور مآرب(57) میں برصغیر کی یہ چیزیں بھیجی جاتی تھیں۔

---

(50) حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ج: 4، ص: 150، رقم: 3190۔

(51) عہد رسالت میں ہند کے مختلف علاقوں میں مختلف راجے مہاراجے حکمران تھے۔ بسیار کوشش کے باوجود یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں سونٹھ (Dried Ginger) کا یہ تحفہ ہندوستان کے کس بادشاہ نے بھیجا تھا۔

(52) اس کا درست تلفظ اُبُلّة (بضم الهمزة والباء واللام المشددة) ہے۔ یہ عراق کا ایک شہر ہے۔ اس کے اور بصرہ کے درمیان چار فرسخ (تقریباً پانچ سے ساڑھے پانچ کلو میٹر) کا فاصلہ ہے۔ اس کے شمال میں دریا بہتا ہے۔ یہ 14 ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں فتح ہوا۔

سمندری تجارتی مراکز میں صُحار اور ظَفار کو بھی خاص اہمیت حاصل تھی۔ان مراکز پر برصغیر کے تاجروں کی اکثر آمد و رفت رہتی تھی۔اس ضمن میں مصر کے معروف مؤرخ اور ادیب احمد امین ابراہیم الطباخ (1886ء-1954ء) کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

وَفِي شَرْقِي حَضْرَ مَوْتَ ظَفَارٌ وَهِيَ مِنْ قَدِيْمِ مَصْدَرٍ لِلتَّوَابِلِ وَالطِّيْبِ وَبُخُوْرِ الْمَعَابِدِ وَلَا يَزَالُ إِلَى الْيَوْمِ يُرْسَلُ إِلَى الْهِنْدِ. (58)

"حضر موت کے مشرق میں ظَفار ہے جو قدیم دور سے گرم مسالوں، خوشبوؤں اور معابد کے لیے بُخور کی منڈی ہے، اب بھی یہاں سے ہندوستان مال بھیجا جاتا ہے۔"

---

(53) یہ سلطنت عمان کا جنوبی علاقہ ہے۔

(54) اس وقت مقام جار 'الرایس غرب' کے نام سے معروف ہے۔شہر بدر اس کے شمالی سمت ہے۔اس علاقہ میں تازہ پانی بدر سے منتقل ہوتا تھا۔

(55) غمدان: یمن کے دار الحکومت صنعاء میں واقع ہے۔قصر غمدان دنیا کے بڑے بڑے قصور میں شمار ہوتا ہے۔

(56) نجران: جزیرۃ العرب حجاز میں سعودی عرب کا ایک شہر ہے۔

(57) مآرب: یمن کا ایک ضلع جو دارالحکومت صنعاء کے شمال مشرق میں واقع ہے۔یہ سبا کی قدیم سلطنت کا دارالحکومت تھا۔

(58) احمد امین ابراہیم الطباخ، فجر الاسلام، بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، 1999ء، ج: 1، ص: 3۔

اسی طرح اگر عدن میں عنبر، عود اور مشک بیرونی تاجروں کے لیے کشش کا باعث تھا تو دوسری طرف سندھ، ہندوستان، چین، زنج، حبشہ، فارس، بصرہ، جدہ اور بحر قلزم سے آیا ہوا تجارتی مال وہاں ہمہ وقت دستیاب تھا۔

برصغیر کے تجارتی مال کے لیے یمن کو زمانۂ قدیم سے ہی مرکزیت حاصل تھی۔اس امر کا اندازہ مصری مؤرخ احمد امین ابراہیم الطباخ (م1954ء)کی درج ذیل عبارت سے ہوتا ہے:

وَكَانَتِ التِّجَارَةُ قَدِيْمًا فِي يَدِ الْيَمَنِيِّيْنَ وَكَانُوْا هُمُ الْعُنْصُرَ الظَّاهِرَ فِيْهَا فَعَلٰى يَدِهِمْ كَانَتْ تُنْقَلُ غَلَّاتُ حَضْرَ مَوْتَ وَظَفَارَ وَ وَارِدَاتُ الْهِنْدِ إِلَى الشَّامِ وَمِصْرَ.(59)

"پرانے زمانے میں سلسلۂ تجارت اہلِ یمن کے ہاتھ میں تھا اور انہی لوگوں کو تجارت میں غالب عنصر سمجھا جاتا تھا۔ان کی وساطت سے حضر موت اور ظفار کے مال اور ہندوستان کی چیزیں شام اور مصر تک جاتی تھیں۔"

عربوں نے بین الاقوامی تجارت کے فروغ کے لیے بڑی سرگرمی اور جوش سے حصہ لیا۔جغرافیائی نقطہ نظر سے ان کے پاس ایسے تجارتی مراکز تھے جو خلیج فارس میں آنے والے یا وہاں سے جانے والے تجارتی جہازوں کی آماجگاہ بن گئے تھے۔ہند کا سامان تجارت مکہ مکرمہ کے

---

(59) احمد امین ابراہیم الطباخ، فجر الاسلام،1: 13۔

علاوہ مدینہ منورہ کے مختلف علاقوں اور شہروں میں بھی فروخت ہوتا تھیں جنہیں وہاں کے لوگ بڑے شوق سے خریدتے تھے۔

عربوں کے توسط سے یورپ کی منڈیوں تک رسائی

شیخ محمد اکرام عربوں کے توسط سے یورپ کی منڈیوں تک ہند کے مال تجارت کی رسائی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''عرب اور ہندو پاکستان کے درمیان قدیم الایام سے ایسے تجارتی روابط قائم ہو گئے تھے جنہوں نے دونوں علاقوں بلکہ تمام دنیا کی تاریخ پر اثر ڈالا اور جن کی تصدیق سے مورخین کو انکار نہیں۔ ہندوستان کی پیداوار اور دوسرے مال و اسباب کی اہل یورپ اور اہل مصر کو ہمیشہ سے ضرورت رہی ہے۔ عرب تاجر یہ مال جہازوں کے ذریعے ہندوستانی بندرگاہوں سے یمن اور وہاں سے خشکی کے راستے ملک شام پہنچاتے۔ جہاں یہ چیزیں پھر جہازوں میں لدتیں اور یورپ تک پہنچتیں۔''(60)

الغرض عربوں کے وسیع تجارتی تعلقات نہ صرف ہندوستان بلکہ ایران، حبش، عراق، شام، مصر اور یونان تک وسیع تھے۔ جغرافیائی حوالے سے یہ تمام ممالک عرب کے ارد گرد اس طرح واقع ہیں کہ خطۂ عرب ان کا وسط بن جاتا ہے۔

---

(60) شیخ محمد اکرام (1908ء-1973ء)، آب کوثر، راولپنڈی، پاکستان: سروسز بک کلب، 2000ء، ص: 20۔

شہر مکہ کی درآمدات و برآمدات

مکہ کے تاجر عام طور پر کھالیں اور طائف کا منقیٰ دیگر ممالک کو برآمد کیا کرتے تھے۔[61] اور یمن، افریقہ اور ہندوستان سے گرم مصالحہ جات، جڑی بوٹیاں اور خوشبو جیسی کم وزن مگر قیمتی اشیاء درآمد کرتے تھے۔ڈاکٹر یوسف الدین تحریر کرتے ہیں:

"یمن کے عطور اور بخور (خوشبوئیں) بالخصوص قبولیت عام کا درجہ رکھتے تھے۔ تمام اہل ادیان یمن کے عطور اپنے ذاتی استعمال کے علاوہ اپنے مقبروں اور عبادت گاہوں میں اور مشرکین مکہ خانہ کعبہ کی دیواروں پر ملنے کے لئے لاتے تھے۔چین سے ریشم، عدن سے قیمتی کپڑے، افریقہ سے غلام، کرایہ کے سپاہی اور مزدور، شام اور مصر سے سامان تعیش، روم کی صنعتی پیداوار اور خصوصاً ریشم، روئی اور مخمل کے نفیس کپڑے، شام سے ہتھیار، اناج اور تیل، افریقہ سے ہاتھی دانت کی مصنوعات، سونے کی مٹی وغیرہ درآمد کیا کرتے تھے"۔[62]

([61]) طبری، تاریخ الامم والملوک،(مترجم: مہر محمد ابراہیم)،2 ہجری کے واقعات: 1274۔

([62]) ڈاکٹر یوسف الدین، اسلام کے معاشی نظریے، حصہ اول، حیدر آباد دکن، 1329ھ/1950ء،ص: 48۔49۔

2000ق م عرب سے مصر جانے والے تاجروں کا سامانِ تجارت صنوبر، بلسان[63]، لابان اور دیگر خوشبودار چیزیں ہوتی تھیں۔[64] حضرت داؤد علیہ السلام 1000ق م میں سبا کا سونا طلب کرتے ہیں۔[65] 950ق م میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ملکہ سبا خوشبو، سونا اور بیش قیمت جواہرات لائی تھی۔[66] یمن کی بندرگاہ اوفر سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی کشتیاں سونا لاتی تھیں۔[67] اشعیا نبی(700 ق م) کے دور میں صنعا سے تیزپات، فولاد اور مسالہ ملک شام کو جاتا تھا۔[68] اسی زمانہ میں سبا(شہرمارب) سے عمدہ خوشبو، جواہرات اور سونا شام کو آتا تھا۔[69] سبا کے

---

(63) ایک خوشبودار درخت جس سے تیل نکالا جاتا ہے۔

(64) تکوین، 37: 26۔

(65) زبور، 72: 12۔

(66) سفر الایام، 9: 9۔

(67) ملوک، 9: 27۔

(68) اشعیا، 27: 19۔

(69) اشعیا، 27: 14۔

ملک سے مدین اور عیفا کی اونٹنیاں سونا اور لوبان لے کر شام آتی تھیں۔[70] یہاں یہ بات بھی ذکر کرنے کے قابل ہے کہ ملک شام کے ہیکلوں میں عرب سے آیا ہوا لوبان ہی جلتا تھا۔[71]

بعض تاریخی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ قریش مکہ چمڑا اور چاندی کی تجارت کرتے تھے۔اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ قریش نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو پکڑنے کے لیے نجاشی کے پاس جو وفد بھیجا تھا، اس کو بطور تحفہ یہی چمڑا دیا تھا۔ مورخ ابن اثیر الجزری (555-630ھ) مکی برآمدات میں چاندی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

وَكَانَ عَظِيْمُ تِجَارَتِهِمُ الْفِضَّةَ. [72]

''قریش کی تجارت کا بڑا حصہ چاندی کا سامان تھا۔''

اس کے علاوہ مکہ، مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں اونٹ، عربی گھوڑے، نیزوں کے پھل اور چوپائے بھی مل جاتے تھے۔

([70]) اشعیا، 60: 6۔

([71]) ندوی، سید سلیمان (1884ء- 1953ء)، تاریخ ارض القرآن،2: 115۔ 117۔

([72]) ابن اثیر، ابو الحسن علی بن احمد ابو المکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری (555۔ 630ھ/1160۔1233ء)، الکامل فی التاریخ، بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، 1415ھ، 2: 41۔

شام سے غلہ درآمد کرنا

مقامی طلب کو پورا کرنے کے لیے غلہ زیادہ تر شام سے درآمد کیا جاتا تھا۔ لوگ تاجروں کی آمد کا بڑی بے چینی سے انتظار کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ شام کے تاجروں کی آمد کا شور ہوا۔ لوگ غلہ خریدنے کے لیے مسجد سے اٹھ کر چلے گئے۔ سورہ جمعہ میں ان کی تربیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا:

وَإِذَا رَأَوْاْ تِجَٰرَةً أَوْ لَهْوًا ٱنفَضُّوٓاْ إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَآئِمًاۚ قُلْ مَا عِندَ ٱللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ ٱللَّهْوِ وَمِنَ ٱلتِّجَٰرَةِۚ وَٱللَّهُ خَيْرُ ٱلرَّٰزِقِينَ○ (73)

"اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل تماشا دیکھا تو (اپنی حاجت مندی اور معاشی تنگی کے باعث) اس کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے اور آپ کو (خطبہ میں) کھڑے چھوڑ گئے، فرما دیجیے: جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے○"

اس آیت کے شان نزول اور مضامین پر غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ مقامی طلب کو پورا کرنے کے لیے ملک شام سے بے شمار چیزیں درآمد کی جاتی تھیں اور لوگ بڑی بے چینی سے تاجروں کا انتظار کرتے تھے۔

(73) الجمعہ0، 62: 11۔

ہند، یمن اور شام سے کپڑے کی درآمدات

سبا کے پایۂ تخت مارب کے ساتھ روئی اور کپڑے کی تجارت زمانۂ اسلام تک رہی۔یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے وہاں کے باشندوں پر نقد جزیہ دینے کے بجائے کپڑا مقرر کیا تھا[74]۔ ملک یمن کی تجارت کا غالب حصہ چونکہ ہندوستان سے متعلق تھا اس لیے پورے وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ کپڑے یا تو یمن میں ہی بنتے تھے یا پھر ہندوستان سے درآمد کیے جاتے تھے۔ہجرت کے ابتدائی دور میں یہودی تاجر شام سے کپڑے لا کر مدینہ میں فروخت کرتے تھے۔ترمذی کی روایت کے مطابق حضور نبی اکرم ﷺ نے ان یہود سے یہ کپڑا خریدا ۔[75] اس کے علاوہ مسلمان تاجر بھی ملک شام ہی سے کپڑا درآمد کرتے تھے۔[76]

([74]) ابو داود، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر سجستانی (202-275ھ)، السنن، کتاب الخراج والإمارة، باب في أخذ الجزية من المجوس، بیروت، لبنان: دار الفکر، 1414ھ، ج: 3، ص: 167، رقم: 3038۔

(75) ترمذی، السنن، دہلی، انڈیا: مطبع العلوم، ، ص: 155۔

([76]) ندوی، سید سلیمان(1884ء- 1953ء) ، تاریخ ارض القرآن، 2: 119۔

خطۂ عرب کی اہم برآمدات

ا۔سونا اور ہیرے جواہرات

کتنی حیرت کی بات ہے کہ کسی زمانے میں یروشلم اور اسکندریہ کے بازاروں میں جس سونے کی شہرت اور مانگ تھی وہ خاص عرب کی کانوں سے نکلتا تھا۔خطۂ عرب میں سونے کی متعدد اور بہت بڑی بڑی کانیں ہیں۔ اس حوالے سے لکھی گئی معروف کتاب ''صفۃ جزیرۃ العرب'' میں ہمدانی نے ایک ایک کان کا نام ذکر کیا ہے۔وہ لکھتا ہے کہ صرف یمامہ اور نجد میں سونے کی چھ کانیں ہیں۔[77] اس کے علاوہ چاندی، تانبا اور عقیق کی کانیں بھی موجود ہیں۔اس نے مجموعی طور پر 17 کانوں کا ذکر کیا ہے۔دُرعدن اور عقیقِ یمن کی شہرت تو کسی تعارف کی محتاج نہیں۔بحرین و عمان کے دریاؤں میں موتی کے خزانے ہیں۔ انگریزوں کے عرب میں آنے کی ایک وجہ مدین کے سونے کی کانیں بھی ہیں۔خدیو مصر[78] کے حکم سے

([77]) الہمدانی، ابو محمد الحسن بن أحمد بن یعقوب بن یوسف (334ھ)، صفۃ جزیرۃ العرب، صنعا(اسواق العرب)، یمن: مکتبۃ الإرشاد، 1410ھ / 1990ء،ج: 1،ص: 202۔

(78) یہ سلطنتِ عثمانیہ کے دور میں مصر و سوڈان کے آخری شاہی خاندان آل محمد علی میں حکمرانِ اعلی کا لقب ہوتا تھا۔

رچرڈ ایف برٹن (Richard F. Burton, 1821-1890) نامی ایک انگریز نے ان کانوں پر تحقیق کی اور ''گولڈ مائنس آف مدین''[79] کے نام سے ایک کتاب لکھی۔

۲۔عرب کی کھالیں

ہمیں عرب کی برآمدات میں کھالیں بھی نظر آتی ہیں، یمن کی کھال کی شہرت دور دور تک تھی۔ شہر طائف کا اس فن میں مہارت کی وجہ سے نام ہی ''بلد الدباغ'' معروف ہو گیا۔ جب مسلمانوں نے ہجرتِ حبشہ کی اور قریش نے ایک شخص کو کچھ تحائف دے کر نجاشی کے پاس بھیجا کہ وہ مسلمانوں کو ان کے حوالے کر دے تو اس وقت بھی قریش کا شاہانہ تحفہ یہی کھال تھی۔[80] اس کے برعکس عرب تاجر کپڑا، غلہ، شراب اور ہتھیار درآمد کرتے تھے۔[81]

خلاصۂ کلام

اس تحقیقی مضمون کا ماحصل درج ذیل ہے:

---

(79) Richard F. Burton (1821-1890), The Gold-Mines of Midian and the Ruined Medianite Cities, London, C.Kegan Paul & Co, 1878.

(80) ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، 1: 334۔

(81) ندوی، سید سلیمان (1884ء- 1953ء)، تاریخ ارض القرآن، 2: 118۔

1. اسلام نے تجارتی مقاصد اور حصولِ معاش کے لیے دور دراز کے سفر کی ترغیب دی ہے۔
2. جزیرہ نمائے عرب میں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور طائف تجارتی سرگرمیوں کا مرکز تھے۔
3. عرب مشرق و مغرب میں بین الاقوامی منڈی بن گیا تھا جس میں مکہ کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔
4. مکی تاجروں کو تولیتِ کعبہ کی وجہ سے عالمی برادری میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور قریش کے تجارتی قافلے بلا خوف و خطر سفر کرتے تھے۔
5. قریش کے ارباب بست و کشاد نے عالمی تجارت کو فروغ دینے کے لیے تمام ہمسایہ ممالک سے تجارتی معاہدات استوار کر رکھے تھے جنہیں معاہداتِ امن و سلامتی یعنی ''معاہدات اِیلاف'' کہا جاتا تھا۔
6. حبشہ کی سرزمین قریش کے لیے ایک تجارت گاہ تھی۔ وہاں تجارتی سکونت گاہیں تھیں جن میں تاجروں کے لیے کھانے پینے کے شاندار مقامات، پر امن ماحول اور بہترین تجارتی مراکز موجود تھے۔
7. ہند سے یمن اور یمن سے شام اور مصر تک جانے والے تاجروں کے لیے مکہ مکرمہ بھی تجارت کا ایک اہم مرکز تھا۔
8. عرب تاجر جہازوں کے ذریعے ہندوستانی بندرگاہوں مال تجارت پہلے یمن اور پھر وہاں سے خشکی کے راستے ملک شام پہنچاتے۔ جہاں یہ چیزیں پھر جہازوں میں لدتیں اور یورپ تک پہنچتیں۔
9. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بین الاقوامی سطح پر تجارت کو فروغ دیا جس کے نتیجے میں مسلمان تاجر دنیا کے ہر خطے میں پھیل گئے۔

بین الاقوامی تجارت کے فروغ میں عربوں کا کردار

10. حضور نبی اکرم ﷺ نے بعثت سے قبل تجارتی مقاصد کے لیے شام، یمن اور بحرین کے سفر کیے۔

11. قریش مکہ ہر سال ''رحلة الشتّاء'' اور ''رحلة الصّيف'' کے نام سے سردیوں میں یمن اور گرمیوں میں شام و مصر وغیرہ کے تجارتی سفر کرتے تھے ۔

12. روسائے قریش میں سے ہاشم نے قیصر روم سے، عبد شمس نے حبشہ کے نجاشی سے، مطلب نے یمنی سرداروں سے اور نوفل نے ایران کے کسریٰ سے معاہداتِ ایلاف حاصل کیے۔

عربوں کے مستحکم تجارتی تعلقات نہ صرف ہندوستان بلکہ ایران، حبش، عراق، شام، مصر اور یونان تک وسیع تھے۔